پروفیسر خالد شبیر احمد

یہ ''رِٹ'' کی رَٹ کب ختم ہوگی؟

ہر روز موجودہ حکومت کی ''رِٹ'' چیلنج ہوجاتی ہے اور حکومت کو ''رٹ'' بحال کرنے کے لیے فوج کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ یا تو پاکستان کے لوگوں کو ''رٹ'' چیلنج کرنے کی عادت پڑ گئی ہے یا پھر حکومت والے ہی رٹ بحال کرنے کے عادی ہوگئے ہیں۔ اور یہ کسی چیز کی شدت سے عادی ہوجانا کوئی اتنی اچھی بات بھی نہیں ہے کہ جس پر فخر واطمینان کا اظہار کیا جائے کہ دیکھو ہم ہر روز صبح سویرے رٹ بحال کرنے کے لیے نکلتے ہیں اور شام تک رٹ کو بحال کرکے رکھ دیتے ہیں۔ ہم پروفیسروں میں سے جو پروفیسر روزانہ لڑکوں کو جرمانہ کرتا یا پھر کلاس سے باہر نکال دیتا تھا' نالائق اور نااہل سمجھا جاتا تھا کہ یہ پروفیسر کیا ہے جو روزانہ تین چار لڑکوں کو جرمانہ کردیتا ہے اور پانچ سات لڑکوں کو کلاس سے باہر نکال دیتا ہے۔ عقل منداور باشعور لوگ کہتے ہیں کہ اختیار کا استعمال کوئی کمال نہیں' بلکہ کمال تو یہ ہے کہ آپ کے پاس اختیارات ہوں لیکن آپ کو اختیار کے استعمال کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ لیکن جن کا آئیڈیل ہی مصطفی کمال ہو انہیں تو یہ کمال کرکے دکھانا ہے۔

شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان بھی ترکی ہے یہاں بھی اذان عربی کی بجائے کسی اور زبان میں تبدیل کی جاسکتی ہے

ایں خیال است ومحال است وجنوں۔ مصطفی کمال نے تو بزعم خویش یہ کمال اس لیے کردکھایا تھا کہ اس نے سرزمین ترکی کو قوت بازو سے حاصل کیا تھا اور اس لحاظ سے وہ اس وقت قوم کے ہیرو تھے۔ انہوں نے سیکولرازم کے لیے جو کچھ کیا لوگوں نے کسی حد تک اسے برداشت بھی کیا۔ لیکن یہ ملک جسے پاکستان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کسی فوجی جرنیل نے تو فتح کر کے ہمیں نہیں دیا تھا۔ بلکہ یہ ملک اللہ اور رسول کے نام پر لیا گیا تھا۔ اور اگر اس وقت اللہ اور رسول کے نام پر ووٹ حاصل نہ کیے جاتے تو شاید یہ ملک معرض وجود میں ہی نہ آتا۔

اب ساٹھ برس اس ملک کو قائم ہوئے گزر گئے ہیں اور صورت حال یہ ہے کہ جو لوگ یہاں پر اسلام کا نام لیتے ہیں، شریعت کے نفاذ کا تقاضا کرتے ہیں انہیں فوجی جوانوں کے ذریعے شہادت کے مرتبے سے ہمکنار کردیا جاتا ہے۔ کیا یہ فوج کا جائز استعمال ہے یا پھر ناجائز استعمال، اس کا فیصلہ تو آنے والا وقت کرے گا کہ وقت سب سے بڑا جج ہے اور جو فیصلہ وقت کرتا ہے وہی درست فیصلہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ وقت نے اب فیصلہ کردیا ہے کہ تحریک پاکستان میں صرف اسلام کا نام استعمال کیا گیا تھا وہ لوگ اسلام کے لیے نہ اس وقت مخلص تھے نہ اب مخلص ہیں۔ اس لیے کہ جو کچھ اسلام چاہتا ہے یہ لوگ نہیں چاہتے اور جو کچھ یہ لوگ چاہتے ہیں اس کی اجازت اسلام نہیں دیتا۔ جہاں اتنا تضاد ہو وہاں پر مفاہمتی صورت کیسے پیدا ہوسکتی ہے۔ دراصل جو لوگ شروع سے لے کر آج تک اس ملک کی مسندِ اقتدار پر قبضہ کیے ہوئے ہیں وہ سارے

کے سارے ہی اسلام سے عملاً باغی تھے اور جو آج حکمرانی کی مسندِ پر براجمان ہیں وہ تو بڑے دھڑلے سے دین اسلام کی ایک ایک بات سے اختلاف کرتے ہیں۔ دین دشمنی ان کی گھٹی میں موجود ہے۔ دین کے خلاف ایک مہم چلا رکھی اور مولوی بے چارے کو خواہ مخواہ نشانہ بنایا جا رہا ہے ان بے وقوفوں سے کوئی پوچھے کہ کیا مولوی یا علمائے دین نے کوئی اپنی طرف سے دین بنایا ہے۔ کیا پردہ کا حکم قرآن میں موجود نہیں؟ کیا عیاشی اور فحاشی کی اجازت اسلام دیتا ہے؟ کیا شراب کی ممانعت دین اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات میں موجود نہیں؟ کیا جوا، زنا اور سُود کا کوئی جواز دین اسلام کے کسی حوالے سے پیش کیا جا سکتا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر مولوی کو کیوں نشانۂ تنقید بنایا جا رہا ہے۔ دراصل ان میں اتنی جرأت تو ہے نہیں کہ اسلام کے خلاف کوئی بات کہیں یہ مولوی کو انتہا پسند اور دہشت گرد کہہ کر اسلام کے خلاف اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے ہیں۔ حالانکہ نہ مولوی انتہا پسند اور نہ ہی دہشت گرد بلکہ یہ خود انتہا پسند ہیں۔ لال مسجد کا سانحۂ عظیم دین اسلام کے خلاف ان کے خبثِ باطن کی بیّن دلیل ہے۔ جس کے بعد اب اس بات کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ یہ لوگ صرف ظالم اور جابر ہی نہیں ہیں بلکہ انہوں نے امریکہ اور مغربی طاقتوں کو خوش کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ یہ لوگ کرائے کے قاتل ہیں۔ جتنے ادھر قتل کرتے ہیں اتنے ہی اُدھر سے ڈالر کی شکل میں وصول کر لیتے ہیں۔ جب لال مسجد کا اپریشن جاری تھا اسی دوران دو ایف سولہ طیاروں کی خبر بھی آ گئی کہ وہ پاکستان پہنچ گئے ہیں اور دس طیارے اگلے سال تک پاکستان کو مزید مل جائیں گے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ یہ وہی طیارے ہیں جو پچھلے کئی برسوں سے پاکستان کو نہیں مل رہے تھے حالانکہ اس کی قیمت تک وصول کر لی گئی تھی۔ لال مسجد کے آپریشن سے امریکہ اتنا خوش ہو گیا کہ اس نے فوراً دو طیارے پاکستان کے سپرد کر دیئے۔ اب سوچنے والے یہ بات سوچ سکتے ہیں کہ جس اقدام سے امریکہ اور اس کے ساتھ اس کی چہیتی لیڈر رہ جو دنیا میں اپنی خواہش اقتدار کے لیے چوں چوں کرتی پھرتی ہے، اتنی خوش ہو، کیا وہ اقدام ملک وملت کے لیے درست ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

جس ملک میں قاتل اور مجرموں کو گورنر کے عہدے پر فائز کر دیا جاتا ہو۔ ان لوگوں کو رشوت کے طور پر وزارتیں دے جاتی ہوں جن پر غبن اور بدعنوانی کے مقدمات ہوں اُس ملک میں مولانا عبدالعزیز اور مولانا عبدالرشید غازی شہید کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتی جا سکتی بلکہ انہیں قتل کرنے کے لیے مسجدوں کا تقدس مجروح کرنے، معصوم بچوں کا قتل، عورتوں کا قتل اور ان کے خلاف غلط، گمراہ کن اور بے بنیاد، جھوٹا اور فریب پر مبنی ہر قسم کا جھوٹ بولنا جائز اور درست ہے۔ یہ کہنا بھی درست ہے کہ وہاں پر دو درجن افراد جیکٹوں کے ساتھ خودکش بمبار موجود ہیں۔ وہاں پر غیر ملکی القاعدہ اور طالبان کے افراد موجود ہیں۔ یہ وہی بات ہے جو انہوں نے اپنے استاد، اپنے مرشد امریکہ سے سیکھی ہے، جس نے عراق پر حملہ کرنے کے لیے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ عراق کے اندر انتہائی مہلک اسلحہ موجود ہے جس طرح وہ اسلحہ آج تک عراق سے

برآمد نہ ہوا۔اسی طرح وہ غیرملکی اور خودکش بمبار بھی انہیں نہیں ملے۔لوگ پوچھتے ہیں کہ ان غیر ملکی اور خودکش بمبار لوگوں کو زمین کھا گئی یا پھر آسمان نے اُچک لیا ہے وہ کہاں گئے ،کہیں دیکھیے آپ ہی کے گردونواح میں نہ ہوں کیونکہ خوشامدی لوگ خودکش بمبار سے زیادہ مہلک ہوسکتے ہیں۔

میرے خیال کے مطابق لال مسجد کا یہ عظیم سانحہ پاکستان کا ''نائن الیون'' ہے۔جس طرح ''نائن الیون'' کے بعد امریکہ کے مذموم مقاصد کھل کر سامنے آئے اوران مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے دنیا کا امن تباہ و برباد کرکے رکھ دیا گیا۔ بالکل اسی طرح لال مسجد کے اس سانحے کے بعد حکومت کے وہ مقاصد اب سامنے آئیں گے جن کی خاطر یہ سب کچھ ہوا۔ میڈیا کی نظروں سے ہر بات اوجھل رکھی گئی تاکہ عوام تک کوئی بات نہ پہنچے کہ اندر کیا ہورہا ہے کتنے لوگ اس معرکے میں شہید ہوئے' اس کی کسی کو خبر نہیں۔ایک روایت کے مطابق ایک ایک گڑھے میں کئی کئی افراد کی لاشیں دفن کردی گئیں ہیں۔ ان باتوں کی تصدیق وتوثیق کے لیے ہمارے پاس کیا وسائل ہیں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کے اندر تو ایسے واقعات میں میڈیا کو شامل رکھا جاتا ہے۔تاکہ حقیقت حال لوگوں کو معلوم ہوتی رہے۔یہاں پر آخر وہ کونسی مصلحتیں تھیں کہ میڈیا کو ہر واقعے سے دور رکھا گیا۔'' کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے''

اس جانکاہ واقعہ سے ایک اور بات بھی بالکل واضح طور پر سامنے آگئی ہے کہ پاکستان میں کوئی جمہوریت نہیں، کوئی پارلیمنٹ نہیں ،کوئی وزیراعظم نہیں ہے اور کوئی کابینہ نہیں بلکہ یہاں پر فردِ واحد کی حکومت ہے۔وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔وہ معاہدہ جس پر وزراء اور علماء کا اتفاق ہوا تھا۔مولانا زاہدالراشدی کے بیان کے مطابق رات ساڑھے بارہ بجے چوہدری شجاعت حسین ایوان صدر لے گئے تو تبدیل ہوکر آ گیا۔آخر اس معاہدے جس پر خود مولانا عبدالرشید غازی شہید نے بھی اپنی رضامندی کا اظہار کردیا تھا کیوں مسترد کیا گیا۔کیا یہ بچاؤ واحد راستہ ایک فرد نے ضائع نہیں کیا جو علماء کرام نے بڑی محنت اور کاوش کے بعد تیار کیا تھا اور جس کے ذریعے سینکڑوں جانوں کو بچایا جاسکتا تھا۔لیکن نہیں بچایا گیا اس لیے کہ اوپر سے حکم یہی تھا۔

یہ تو ان لوگوں کا کارنامہ ہے جو دین اور دین والوں کو نہیں دیکھنا چاہتے۔یہ لوگ اگر کسی کے منہ پر ڈاڑھی اور ماتھے پر محراب دیکھ لیں تو غصے سے لال پیلے ہوجاتے ہیں۔یہ چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کو جنگ آزادی میں جس طرح انگریزوں نے اجمیر سے لے کر دہلی تک گلے میں پھندے ڈال کر درختوں سے لٹکا دیا تھا' ان کو بھی درختوں سے لٹکا دیا جائے۔جو لوگ اس ملک میں دین دار کہلاتے ہیں، دین کا درد رکھتے ہیں۔کیا ان کے لیے لال مسجد کا یہ عظیم سانحہ لمحۂ فکریہ نہیں ہے؟ کیا وہ اس سیاسی دلدل سے نکل کر حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے لیے لوگوں میں تبلیغ وتحریک کا کام شروع کرنے کے لیے تیار ہیں؟ مجلس احرار اسلام نہ تو کسی سیاسی جماعت کی حریف ہے نہ ہی حلیف۔مجلس احرار اسلام کی دوستی اور دشمنی

خدا کی رضا کے لیے ہے۔ آیئے! مل کر پاکستان کے اندر احیائے اسلام کی تحریک کو ایک نئے ولولے اور نئے جذبے کے ساتھ آگے بڑھائیں یہی ان شہداء کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا واحد طریقہ ہے جو اس معرکے میں کام آئے۔ جمہوریت کے ذریعے کبھی بھی اسلام کی راہیں صاف نہیں ہوں گی۔ یہ جمہوریت ہے جسے بحال کرانے کے لیے جمہوریت پسندوں نے تحریکیں چلائیں لیکن انہیں مارشل کے سوا کچھ نہیں ملا اور اسی جمہوریت کے بارے میں علامہ اقبال نے جو کچھ نظم ونثر کی صورت میں پیش کیا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ جمہوریت سرمایہ داری کا لازمہ ہے۔ سرمایہ پرستوں کے ہاتھ میں وہ ہتھیار ہے جس سے وہ غریب لوگوں کا معاشی استحصال کرتے ہیں۔ انہیں غربت کی دلدل میں دھکیل کر خود عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں بعض تو غریب کے منہ سے نوالہ تک چھین لیتے ہیں۔ اقبال نے ایسے تو نہیں کہہ دیا تھا۔

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ امراء کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو
گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے
کنجشکِ فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو

اور جمہوریت کے بارے میں بھی یہ بات کسی مولوی سے نے نہیں کہی بلکہ علامہ اقبال نہ ہی کہا ہے کہ۔

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

☆☆☆

ماہانہ مجلس ذکرو اصلاحی بیان
5 اگست 2007ء
اتوار بعد نمازِ مغرب
دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکرو اصلاحی بیان ہوتا ہے
تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465